قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے مگر افسوس ہے کہ وطن عزیز میں یہی شعبہ سب سے زیادہ عدم توجہ کا شکار ہے۔ تعلیم کے اس مظلوم شعبے سے 'اکثریت کی وابستگی' محض ملازمت کے لیے ہے۔ لیکن اگر معلم' اعلیٰ تصور حیات اور آخرت میں جواب دہی کے احساس سے بھی سرشار ہو تو اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہو گی۔ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی' روایتی انداز کے استاد نہیں' بلکہ استاد کے حقیقی مقام و مرتبے کے مصداق ہیں۔ وہ نئے اساتذہ کے مربی ہیں' اسلامی تصور حیات کے سرچشموں سے فیض یاب ہیں اور بذریعہ تحریر و تقریر اظہار و بیان کے بے لاگ انداز سے' فکر و خیال کی دنیا کو معطر کرتے ہیں۔

ایک راست فکر انسان اور قانی اتدریس استاد کے قلم پاروں کا یہ انتخاب پاکستان ہی نہیں' بلکہ کسی بھی مسلم معاشرے کے نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل' اساتذہ کی نظریاتی و پیشہ ورانہ تربیت' فکری نمو اور طلبہ کی نفسیات کے فہم کی بند گلی کھولتا ہے۔ اس میں اسلامی فلسفہ تعلیم کو فلسفیانہ منہج اور اطلاقی جہت میں دل نشین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

انیس مضامین پر مشتمل اس کتاب کے موضوعات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ بظاہر یوں لگتا ہے شاید یہ ایم اے ایجوکیشن کی کوئی روایتی مددگار کتاب ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب فکر' وژن' راستی' حقیقت پسندی' پیشہ ورانہ دیانت اور تحقیق و تطبیق کی ایک ایسی جامع دستاویز ہے جس میں پورے تعلیمی عمل کو سنوارنے' بنانے اور اعلیٰ معیار تک پہنچانے کی بھرپور اور موثر کاوش موجود ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے انگلی پکڑ کر ایک ایک موڑ اور نشیب و فراز سے بہ سلامت گزارنے کی سعی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب سے ہر درجے کے اساتذہ' علما' تعلیمی پالیسی ساز اور اسلامی تحریکوں کے ارباب حل و عقد روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

پاکستان کا جوہری پروگرام' قومی سلامتی کے تناظر میں' مرتبہ: محمد الیاس خان۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' نصر چیمبر' ایف سیون مرکز' اسلام آباد۔ صفحات: ۲۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد ایک آزاد علمی اور تحقیقی ادارہ ہے جس کے مقاصد میں مختلف شعبوں میں ملکی پالیسیوں اور مسائل سے متعلق ماہرین اور اصحاب بصیرت کے درمیان بحث و مباحثوں' مکالموں اور مذاکروں کا اہتمام شامل ہے۔ ادارہ خود بھی' اپنے محنتی تحقیق کاروں کی ایک جماعت کے ذریعے مسائل پر بے لاگ تجزیہ و تحقیق کر کے نتائج اور رپورٹیں شائع کرتا ہے تاکہ ان کی روشنی میں پالیسی ساز ادارے بہتر فیصلے کر سکیں۔

ادارے نے دسمبر ۱۹۹۳، پھر دسمبر ۱۹۹۳ میں پاکستان کے جوہری پروگرام اور اس سے متعلقہ مسائل پر دو سی نار منعقد کیے، جن میں ماہرین سفارت کاری و دفاعی امور اور سیاسی حکمت عملیوں کا وسیع تجربہ رکھنے والے اصحاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا (مثلاً: جناب آغا شاہی، جنرل (ر) کے ایم عارف، جناب عبدالستار، ڈاکٹر ایس ایم قریشی، لیفٹیننٹ جنرل (ر) اسد درانی، ایئر مارشل (ر) ذوالفقار علی خان، ڈاکٹر شیریں مزاری اور سیدہ عابدہ حسین)۔ ادارے کے سربراہ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں: "دفاعی اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور قوم کے جذبہ حب الوطنی کے بعد جو چیز ہمارے ملک و قوم کے تحفظ کی ضامن ہے، وہ سد جارحیت کی جوہری اہلیت (nuclear deterrence) اور میزائل سازی کی صلاحیت ہے"۔ متذکرہ بالا مذاکروں کے مقررین اور مقالہ نگار (بعض جزئیات پر اختلاف سے قطع نظر) متفق ہیں کہ پاکستان کو سد جارحیت کی جوہری صلاحیت کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ ہماری آزادی اور بقا کا مسئلہ ہے۔

یہ مقالے اور تقریریں فکر انگیز اور معلومات افزا حقائق و دلائل پر مبنی ہیں۔ ان سے پاکستان کے بارے میں بڑی طاقتوں کا معاندانہ رویہ بھی سامنے آتا ہے۔ سیدہ عابدہ حسین کو بطور سفیر امریکہ میں قیام کے زمانے میں امریکیوں کے ایسے رویے کا تجربہ ہوا جو بے انصافی پر مبنی اور بے حد کوفت میں مبتلا کرنے والا تھا۔ ایک ملاقات میں امریکہ کے نائب وزیر خارجہ نے کشمیر میں پاکستان کی "دہشت گردی" کا ذکر کیا تو سفیر صاحبہ نے کہا کہ وہ تو متنازع علاقہ ہے اور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی اس کے علاقے پر ناجائز قبضہ کرے تو قابض کے خلاف علم جہاد بلند کیا جائے۔ افغانستان کے بعد اب کشمیر میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ افغانستان میں تو امریکیوں نے مجاہدین کی پشت پناہی کی اور اسلحہ دے کر عملی مدد کی، اب کشمیر میں ویسا ہی جہاد "دہشت گردی" کیوں ہو گیا ــــــ؟

آج جب کہ پاکستان ایٹمی دھماکا کر چکا ہے، اندازہ ہوتا ہے کہ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے یہ مذاکرے کس قدر اہم اور بروقت تھے۔ ان مذاکروں سے مسئلہ صحیح تناظر میں سامنے آیا، ادارہ سی ناروں کے انعقاد اور زیر نظر کتاب کی اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے۔ آج کل کے حالات میں کتاب خصوصاً لائق مطالعہ ہے۔

جناب محمد الیاس خاں نے ایک لائق اسکالر کی طرح، بڑی محنت و کاوش سے انگریزی مقالوں اور تقریروں کو اردو میں منتقل کیا۔ پھر اس مسئلے پر، بعد ازاں رونما ہونے والی پیش رفت اور تازہ معلومات کو بھی کتاب میں سمو دیا۔ انگریزی الفاظ و تراکیب کے تراجم میں بھی انھوں نے خاصی محنت کی ہے۔ آخر میں "انگریزی کی متبادل اردو اصطلاحات" کی فہرست بھی دی ہے مگر بعض جگہ ان سے اتفاق مشکل ہے۔